Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
August 31, 2026

Islamic Economy and Prophetic Teachings: Guiding Principles for Poverty Alleviation in the Contemporary Era

عصر حاضر میں غربت وافلاس کے تدارک کے لیے راہنما اصول اُسوہ نبوی کی روشنی میں

Muhammad Abu Bakar
Lecturer Minhaj College for Women, Minhaj University Lahore
Email: faizi9423@gmail.com

Dr. Hafiz Muhammad Idrees
Principal & Lecturer Minhaj School of Islamic Sciences, Denmark
Email: Idreesqadri@gmail.com

Abstract

Undoubtedly, the blessed personality of the Holy Prophet Muhammad ﷺ and his noble see rah (biography) are a perfect model (Uswah Hasanah) for every Muslim in all spheres of life. There is no aspect of human existence—whether individual, collective, domestic, or social—where guidance cannot be sought from his ﷺ exemplary life. Indeed, the see rah remains a source of guidance for mankind until the Day of Judgment. The Shariah of Muhammad ﷺ provides commandments that encompass both national laws and individual affairs, and the Prophet ﷺ practically embodied these injunctions in his own life, leaving behind a perfect example for his followers in particular and for humanity in general. Therefore, whether dealing with personal matters, societal issues, or domestic concerns, it is essential to keep the Prophetic life before us alongside the Qur'anic injunctions, as only then can we truly comprehend the divine will. Islam, while addressing economic challenges, has provided comprehensive guidance by considering all their dimensions. It has not only emphasized the eradication of poverty, destitution, and unemployment, but has also outlined preventive and remedial measures to resolve such issues before they become widespread. Poverty and unemployment are among the fundamental ailments that not only hinder societal progress but also leave deep impacts on the morality and beliefs of the affected individuals. Today, poverty has become one of the most urgent and alarming problems facing the entire world in general, and our homeland in particular. It is a grave issue that has suffocated countless lives and even driven many to the verge of suicide. As Muslims, we firmly believe that there is no problem in this world for which the greatest Prophet ﷺ has not provided us with a model, guidance, and fundamental principles. Hence, the present study seeks to examine and explore

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

solutions for the eradication of poverty and deprivation in the light of the Prophetic See rah.

Keywords: Human Existence, Poverty, Principles, Unemployment, Emphasized

بلاشبہ نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکت اوران کی سیرت طیبہ ہر مسلمان کے لیے زندگی کے تمام دائروں میں اسوہ حسنہ ہے۔انسانی زندگی میں انفرادی،اجتماعی،گھریلو اور معاشرتی زندگی کا کوئی پہلوایسانہیں کہ جہاں آپ ﷺ کی حیات طیبہ سے رہنمائی نہ لی جاسکے اس لیے کہ سیرت طیبہ تاقیامت لوگوں کے لیے راہ ہدایت ہے۔ شریعت محمدی ﷺ میں ملکی قوانین سے انفرادی معاملات تک کے احکامات موجود ہیں اور آپ نے بہترین طریقے کے ساتھ انہیں اپنی زندگی میں برت کر بطور خاص اپنی امت اور عمومی طور پر تمام انسانوں کے لیے اسوہ حسنہ چھوڑا ہے۔ لہذا انفرادی معاملات ہوں یا اجتماعی،گھریلو زندگی کے مسائل ہوں یا معاشرتی زندگی کے مسائل احکامات قرآنی پر عمل کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ کو بھی سامنے رکھنا ضروری ہے کیوں کہ تب ہی ہم منشائے خداوندی کو صحیح طور پر سمجھ سکتے ہیں۔اسلام نے معاشی مسائل کو حل کرنے کے لیے جہاں اس کے مختلف پہلوؤں کو مد نظر رکھ کر احکامات دیے ہیں وہیں فقر وفاقہ ، غربت اور بے روزگاری کے خاتمے پر بھی بطور خاص توجہ دی ہے بلکہ معاشرے میں ان مسائل کے پنپنے سے پہلے مختلف اسباب وذرائع سے ان کے حل کے طریقے بھی بتائے ہیں۔غربت اور بے روزگاری ائل ہیں جو نہ صرف معاشرے کی ترقی میں رکاوٹ ہے بلکہ اس سے متاثرہ فرد کے اخلاق اور عقائد پر بھی ان کا اثر پڑتا ہے۔اس وقت ساری دنیا کو بالعموم اور وطن عزیز کو بالخصوص درپیش سنگین اور تشویش ناک مسائل میں سے ایک اہم اور فوری اور فکر اور موثر حل کا متقاضی مسئلہ جس نے اکثر لوگوں کا دم ناک میں بلکہ اب تو خودکشیوں پر مجبور کر رکھا ہے وہ غربت وافلاس کا مسئلہ ہے بحیثیت مسلمان ہمارا اس بات پر پختہ ایمان ہے کہ دنیا کا کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس کے بارے میں اللہ کے پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہمارے لیے کوئی نمونہ کوئی رہنمائی اور اصولی ہدایات نہ چھوڑی ہوں۔بنابریں زیر نظر مقالہ میں غربت وافلاس کے تدارک سیرت نبوی کی روشنی میں حال کرنے کی سعی کی جائے گی۔

غربت وافلاس کا تدارک اسوہ نبوی ﷺ کی روشنی میں

عام غربت وافلاس کا بنیادی سبب خواہ کچھ بھی ہو چونکہ یہ فطری و طبعی طور پر انسان کا واقعی اور ناگزیر مسئلہ ہے۔اس لیے اسے جس طرح ہر زماں اور ہر مکاں میں بڑی اہمیت حاصل رہی ہے اسی طرح آج بھی یہ پوری دنیا کا اہم ترین مسئلہ ہے۔اس مسئلہ کے حل کے لیے دانشوروں، مفکرین اور اہل حل وعقد نے اپنے انسانی عقل وفہم کے مطابق کئی معاشی اور اقتصادی نظام وضع کر کے تجربات کیے ہیں مگر محدود اور طبعی طور پر خود غرضی کا شکار انسانی ذہن اب تک دنیا کے اس ناگزیر اور اہم

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 31, 2026

ترین مسئلے کا معقول قابل قبول منصفانہ اور کامیاب حل پیش نہیں کر سکا۔ان ایجاد بندہ اقتصادی نظاموں کا تجزیہ اس وقت ممکن نہیں البتہ اتنی بات اظہر من الشمس ہے کہ ان نظامہائے معیشت نے دنیا کے اس لازمی مسئلے کو حل کرنے کی بجائے الٹا اسے الجھایا اور غربت وافلاس کے مارے لوگوں کے دکھوں میں مزید اضافہ کیا ہے۔جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔

انسان کے اس لابدی مسئلے کے حل کے لیے ایک نظام اس رحمان ورحیم و کریم رب کائنات نے بھی دیا ہے جو ایک تو انسان کا خالق مالک اور رزاق ہے۔دوسرے ہر قسم کے نقص عیب اور خود غرضی سے منزہ ہے۔جس کے نفاذ کے لیے اس نے اپنے اس محبوب اور خاتم النبیین نبی محتشم ﷺ کو مبعوث فرمایا جسے رحمۃ اللعالمین، رؤف الرحیم اور کریم کے القابات سے نوازا، جن کے قلب اطہر میں انسانیت کا درد کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا اور جنہیں مومنین کا ان کی اپنی ذاتوں سے بھی زیادہ خیر خواہ بنایا گیا۔

یارب تو کریمی ورسول تو کریم
صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

اس نبی رحمت کی تعلیمات وہدایات اور اسوہ حسنہ معاشی خوشحالی کی ضمانت مہیا کرتا ہے۔

تھوڑی دیر کے لیے دینی وایمانی تقاضے سے ہٹ کر اگر خالصۃً دنیوی اور مادی نقطہ نگاہ سے بھی دیکھا جائے اور تاریخ اسلامی پر نظر ڈالی جائے تو واقعات وشواہد یہی بتاتے ہیں کہ دنیا میں ظلم وناانصافی، اقتصادی ترقی ومعاشی خوشحالی کی بجائے عام بھوک افلاس اور تنگدستی، خود ساختہ استحصالی اور غیر منصفانہ قانون، غیر فطری حد تک معاشی ومعاشرتی تفاوت وعدم توازن جیسی بنیادی اور ننگ انسانیت خرابیوں کو ختم کرنے اور دنیا میں ہمہ جہتی خیر وبھلائی، دنیوی واخروی سعادتوں اور فوز وفلاح کے حصول کے لیے بھی سیرت طیبہ اسوہ حسنہ اور تعلیمات وہدایات نبوی ﷺ کی پیروی ضروری ہے جس کی طرف شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ نے یوں توجہ دلائی تھی۔

مقام خویش اگر خواہی دریں دیر
بحق دلبند وراہ مصطفی رو

انسانی تاریخ اس امر پر گواہ ہے کہ انسانی معاشرے میں معاشی ومعاشرتی عدل وانصاف اور استحکام رب کریم کے پسندیدہ یا مقرر کردہ دین (1)(نظام زندگی) کے کلی اور ہمہ جہتی نفاذ کے بغیر ممکن نہیں ہے(2) جسے اس نے اپنے برگزیدہ اور منتخب نفوس قدسیہ انبیاء علیہم السلام کی معرفت انسانیت کی دنیوی واخروی فلاح کے لیے

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

عنایت فرمایا(3)اور جس کی تکمیل اس نے اپنے آخری پیغمبر رحمت دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعے فرمادی (4)قرآن مجید کی رو سے معاشی خوشحالی، اقتصادی ترقی اور دنیوی و مادی برکات کے حصول کے لیے خلق خدا کے حقیقی خیر خواہ طبقہ انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کی پیروی ضروری ہے (5) پھر یہ بھی عقلاً ضروری ہے کہ مطلوبہ نتائج کے حصول کے لیے اس کے واسطے متعین راستوں کو اپنایا جائے۔

ترجوا النجاة ولم تسلك مسالكها۔ ان السفينة لاتجرى على اليبس

ورنہ "ترسم کایں راہ میروی بکعبہ نرسدائے اعرابی" والی بات ہو گی۔

ہمارا اس بات پر پختہ ایمان اور یقین ہے کہ انسان جب تک اللہ کریم کے آخر الزماں اور رحمۃ للعالمین نبی ﷺ کے آستانہ پر نہیں جھکے گا دنیا میں طرح طرح کے مصائب و آلام اور مسائل کا شکار رہے گا۔ وہ زندگی میں امن و سکون معاشی خوشحالی و معاشرتی عدل و انصاف کبھی نہیں پاسکے گا۔ دنیا اس سراج منیر سے جب تک روشنی حاصل نہیں کرے گی مختلف قسم کی تاریکیوں میں ٹامک ٹوئیاں مارتی رہے گی اور جب تک تعلیمات و ہدایات نبوی پر عمل پیرا نہیں ہو گی ہمہ جہتی فوز و فلاح کی مبارک منزل سے دور رہے گی۔ تو اب آیئے اس سراج منیر کی ضیا پاشیوں انوار محمدی اور اسوہ رسول ﷺ کی روشنی میں ساری دنیا خصوصاً پاکستان کو درپیش غربت و افلاس کے گھمبیر مسئلے کا حل تلاش کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس سلسلے میں تعلیمات و ہدایات محمدیہ میں کسی ایک پر بھی خلوص نیت سے عمل کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ مسئلہ حل نہ ہو۔

محنت و روزگار کا فروغ

دولت پیدا کرنے کا ایک اہم اولین بنیادی اور کلیدی ذریعہ یا عامل انسان کی ذاتی محنت بھی ہے جس کے بغیر بہت سے خام حالت میں خزائن الٰہی قابل منفعت نہیں بن سکتے۔ ہمارے معاشرے میں عام غربت و افلاس تنگ حالی اور آمدنی و پیداوار میں کمی کا ایک سبب اس ذریعہ دولت (محنت) سے جی چرانا ہے۔ یہ محنت سے جی چرانا کچھ تو ذاتی سستی، کاہلی اور لاپرواہی کے باعث ہوتا ہے مگر زیادہ تر اس کا باعث محنت ذریعہ معاش کے طور پر کوئی پیشہ اختیار کرنے اور ہاتھ سے کام کرنے کو حقیر و معیوب سمجھنا ہے اور یہ سوچ شاید ہندوانہ تہذیب و معاشرت کے ساتھ زیادہ دیر قرب کی وجہ سے پیدا ہوئی جبکہ یہ دونوں باتیں عقلاً و نقلاً انسان کے لیے نقصان دہ ہیں۔ مقام غور ہے کہ اگر خالق کائنات نے انسان کے ساتھ ایک چھوٹا پیٹ لگایا ہے تو اس نے اس ٹ کو بھرنے کے لیے دو ہاتھ دو پاؤں جسمانی قوت سوجھ بوجھ اور دوسری مخلوق کے برعکس اسے عقلی و دماغی صلاحیتیں بھی عطا فرمائی ہیں جنہیں کام میں لا کر زمین میں پھیلے ہوئے بے شمار رزق الٰہی کو بآسانی تلاش کیا جاسکتا ہے۔ غالباً اسی لیے ارشاد الٰہی ہوا:

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

هوالذی جعل لکم الارض ذلوالا فاہ شوافی مناکبها وکلوا من رزقه۔ (6)

وہ خالق وہی ہے جس نے زمین کو تمہارے لیے مسخر کر دیا۔ سو تم اس کے راستوں میں چلو پھرو اور اس کے عطا کردہ رزق میں سے کھاؤ۔

محنت کے حوالے سے جب ہم سیرت نبوی ﷺ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ محنت ومزدوری کو جو عزت جو حوصلہ افزائی اور قابل رشک حد تک جو مرتبہ ومقام اپ ﷺ نے بخشا اس کا وجود روئے زمین پر نہ آپ کی تشریف آوری سے قبل تھا نہ آج کی متمدن ومہذب اور بزعم خویش حقوق انسانی کی علمبردار دنیا میں پایا جاتا ہے۔ محنت ومزدوری اور ہاتھ سے کما کر کھانے کو آپ کس قدر ومنزلت سے دیکھتے تھے اور اس کی دنیوی واخروی برکات ودرجات کیا ہیں۔اس کے لیے اکثر کتب حدیث میں موجود باب طلب کسب الحلال کا مطالعہ کافی ہے۔آپ ﷺ نے بچپن میں مکہ مکرمہ کے مقام جیاد پر خود بکریاں چرا کر چرواہوں کو عزت بخشی اور بعد میں نہ صرف اس کا فخریہ اظہار فرمایا بلکہ ذہنی اصلاح کے لیے امت کو یہ بھی بتایا کہ بکریاں چرانا کوئی معیوب اور حقیر پیشہ نہیں بلکہ یہ وہ معزز پیشہ ہے جسے ہر نبی محتشم نے اختیار فرمایا۔ہاتھ سے کما کر کھانے کی ترغیب دیتے ہوئے نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

”ہاتھ سے کما کر کھانے سے بہتر کوئی کھانا نہیں ہو سکتا اور (یہی وجہ ہے کہ) اللہ کے نبی حضرت داؤدؑ (بادشاہ ہونے کے باوجود) ہاتھ سے کما کر کھاتے تھے۔“(7)

ایک موقع پر ارشاد فرمایا:

تم میں سے کسی ایک کا اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھانا یعنی لکڑیاں بیچ کر کمانا اس بات سے کہیں بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرے۔ پھر اسے کوئی دے یا نہ دے۔(8)

محنت کے لیے نبی اکرم ﷺ کی اسی قسم کی بے شمار تعلیمات وترغیبات کو دیکھتے ہوئے مولانا الطاف حسین حالی نے یوں خراج عقیدت پیش کیا تھا:

غریبوں کو محنت کی رغبت دلائی
کہ بازو سے اپنے کرو تم کمائی
خبر تا کہ لو اس سے اپنی پرائی
نہ کرنا پڑے تم کو در در گدائی

محنت کی نقد دنیوی برکات تو ہیں ہی جس سے کسی کو انکار نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے تو اس کا بہت سا اخروی ثواب بھی بتایا ہے۔یوں شریعت محمدیہ میں محنت ہم خرماؤ ہم ثواب کا درجہ رکھتی ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تاریخ میں متعدد ایسے ائمہ فقہاء کرام مفسرین محدثین کے نام ملتے ہیں جو اپنے اپنے آباؤ اجداد کی بنسبت اپنے معمولی پیشوں کے حوالے سے زیادہ معروف ہیں۔ مثلاً امام غزالی، امام جصاص، امام بزاز، امام قدوری وغیرہ۔ نبی اکرم ﷺ نے خود بھی جیسا کہ اوپر گزرا، محنت

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

مزدوری کو کبھی عار نہ سمجھا تعلیم امت کے لیے ہاتھ سے کما کر کھانے والوں کی عزت افزائی بھی فرمائی۔اس سے بڑھ کر محنت مزدوری کی حوصلہ وعزت افزائی کیا ہو سکتی ہے کہ اآپ ﷺ نے ایک مزدور صحابی کے ہاتھوں کو اپنے لب ہائے مبارک سے بوسہ دیا اور فرمایا:

یہ وہ ہتھیلیاں ہیں جنہیں اللہ محبوب رکھتا ہے۔(9)

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

یہ وہ ہاتھ ہے جسے آگ نہیں چھوئے گی۔(10)

پاک نبی ﷺ پر نازل ہونے والی پاک کتاب نے ہمیں یہ ترغیب بھی دی ہے کہ اگر کسی جگہ بوجوہ محنت وروزگار کے حصول کے مناسب اور معقول مواقع نہ ہوں تو اللہ کی وسیع زمین میں کسی دوسری جگہ ہجرت کر جاؤاللہ کریم تمھیں وہاں خوشحالی اور وسعت عطافرمائیں گے۔(11)

سیرت طیبہ علی صاحبھاالصلوٰۃ والسلام سے ہر مومن کو یہ سبق ملتا ہے کہ وہ قوت بازو اور اپنی خداداد جسمانی ودماغی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر زمین پر پھیلے ہوئے رزق الٰہی میں سے اپنی پسند کے مطابق شرعاً جائز ذرائع سے اپنی اور اپنے بال بچوں کی معاش کا اہتمام کرے۔اس سلسلے میں وہ آزاد ہو گا۔اس راہ میں آنے والی ہر رکاوٹ کو نہ صرف دور کیا جائے گا بلکہ اسلامی ریاست خواس کے لیے روزگار کے مواقع مہیا کرے گی۔جیسا کہ خود نبی کریم ﷺ نے ایک بے روزگار نوجوان صحابی کو وقتی طور پر مدد کرنے کی بجائے اس کا کمبل اور پیالہ بولی میں دو درہم کا فروخت کیا۔ایک درہم سے اس کے اہل خانہ کے لیے کھانے پینے کا سامان اور دوسرے سے کلہاڑی خرید کر اور خود دست نبوت سے اس میں دستہ لگا کر اسے لکڑیاں کاٹنے اور بازار میں بیچنے کے کاروبار پر لگایا۔ (12)

ایثار وانفاق اور مؤاسات کی تلقین

کسی بھی انسانی معاشرے میں لوگوں کے درمیان معاشی تفاوت کا پایا جانا یعنی بعض کا صاحب ثروت ودولت اور امیر وغنی ہونا بعض کا ضرورت مند اور غریب ومفلس ہونا ایک فطری امر ہے اور اس میں بفحوائے قرآن مجید کئی تکوینی مصلحتیں پوشیدہ ہیں(13) مگر ہم خالق کائنات کے تکوینی نظام کی بجائے اس کے آخری رسول ﷺ کے عطا کردہ تشریعی نظام کے مکلف ہیں۔چنانچہ شریعت محمدیہ جو دین فطرت ہے درجات، معیشت میں سوشلزم کی طرح غیر فطری مساوات کی تو قائل نہیں البتہ اس نے حق معیشت میں بغیر کسی تفریق کے جملہ انسانوں کو برابر قرار دیا ہے۔اس کے لیے اس نے بالعموم خوشدلانہ، رضاکارانہ اور برادرانہ مواسات یعنی باہمی

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 31, 2026

ہمدردی وغمخواری کی تعلیمات جذبات سے کام لیاہے۔اس لیے غریب وافلاس کا مسئلہ زیادہ تر تو شریعت محمدیہ کی انہی بے نظیر و بے مثال اور موثر تعلیمات سے حل ہو جاتاہے باقی کسر قانون کی مدد سے نکال جاتی ہے۔

سیرت نبوی میں اس کی سب سے بڑی مثال سرکار دوعالم ﷺ کا وہ معاہدہ مواخاۃ ہے جو آپ ﷺ نے اجڑے بچھڑے مہاجرین مکہ اور انصار مدینہ کے درمیان قائم فرمایا تھا۔ جس کی مدد سے آنجناب ﷺ نے مہاجرین کی رہائش خوراک اور کاروبار کا مسئلہ فوری طور پر اتنی آسانی سے حل فرمایا کہ دنیا آج تک انگشت بدنداں ہے۔

اسلام اولاً اپنی اخلاقی تعلیمات کے ذریعے امارت وغربت کے طبقاتی احساس کو مٹا کر اخوت وبھائی چارے ہمدردی وغمخواری کا ماحول پیدا کرتا ہے۔اسلام ایسے انسانی معاشرے کا خواہاں ہے۔ جس میں معذور وذی استطاعت اور غرباء وامرا میں باہمی تکالف وتعاون ہمدردی کی ایسی فضا قائم رہے کہ جس میں کسی غریب تنگدست کو اپنی غربت وافلاس کا احساس ہی نہ ہونے پائے اور اس طرح پورا معاشرہ ایک خاندان کے چھوٹے بڑے افراد کی مانند جن میں بعض تھوڑا اور بعض زیادہ کمانے والے ہوتے ہیں بعض بوجوہ کمانے سے بالکل معذور ہوتے ہیں، باہم مل جل کر پیار ومحبت اور اطمینان وسکون سے زندگی گزارنے۔ یہ بات عدل وانصاف اور اسلام کے مزاج کے خلاف ہے کہ کچھ لوگ تو ضروری خوردونوش لباس تعلیم، علاج معالجہ کی بنیادی ضروریات سے بھی محروم ہوں اور ساتھ ہی ایک طبقہ عیش وعشرت فضول خرچیوں اور اپنے اللوں تللوں سے ان غربت کے مارے لوگوں کے زخموں پر مزید نمک چھڑکے۔ایک اسلامی معاشرے میں اس امر کی قطعاً گنجائش جواز نہیں کہ صورت حال کچھ یوں ہو کہ

ہے ادھر بھی آدمی، ہے ادھر بھی آدمی

اس کے جوتے پر چمک اس کے چہرے پر نہیں

اس لیے قرآن مجید میں مکی دور کے اندر ہی غرباء ومساکین اور محروم المعیشت لوگوں کی معاشی حالت کو بہتر بنانے اور انہیں معاشی فکر سے مطمئن کرنے کے لیے دفعات یعنی احکامات اور ہدایات اترنا شروع ہو گئیں۔ قانون نافذ کرنے سے قبل ترغیبی اور تشویقی انداز میں صاحب حیثیت حضرات کو دلنشین انداز میں ایثار ونفاق کی تلقین کی گئی۔انہیں ذہنی وقلبی طور پر غرباء کی رضاکارانہ مالی امداد وتعاون پر ابھارا گیا۔ کیونکہ جب تک کسی معاشرے میں ذہنی اور دل کی تبدیلی نہیں آجاتی اس وقت تک اس میں کوئی تبدیلی رونما اور انقلاب بپا کرنا آسان نہیں ہوتا۔ دلوں کی تبدیلی کا مطلب یہ ہے کہ دل ودماغ پر اس ذمہ داری کا احساس چھایا ہوا ہو جو رب العالمین کا نائب اور سارے جہانوں کے پالنے والے کا خلیفۃ اللہ فی الارض ہونے کی حیثیت سے ہم پر لازم ہے۔ پروردگار عالم کا خلیفہ اور اشرف المخلوقات ہونے کا تقاضا یہ ہے

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

کہ ہمارا یہ احساس ذمہ داری ایسا بیدار ہو کہ ایک حدیث نبوی کے مطابق ہم ہر غریب و مفلس کی غربت وافلاس کی ٹیس اور چبھن اس طرح محسوس کریں جس طرح ایک عضو بدن میں تکلیف سے سارا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے۔(14) جب ہم کسی غریب و مفلس کو دیکھیں تو ہمارا خواب وخور حرام ہو جائے۔

حضرت جریرؓ سے مروی مسلم شریف کی یہ روایت یقیناً آپ کی نظروں سے گزری ہو گی کہ قبیلہ مضر کے کچھ لوگ جب ننگے پاؤں ننگے جسم اور پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس نبی رحمت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فتمعروجہ رسول ﷺ یعنی ان کی یہ خستہ حالی دیکھ کر آپ کا چہرہ انور متغیر ہو گیا اور آنجناب ﷺ کو اس وقت تک چین نہیں آیا اور اس قوت تک آپ کے چہرہ انور پر بشاشت کے آثار نمودار نہیں ہوئے جب تک کہ ان کی اس تنگ حالی کا ضروری سامان نہیں ہو گیا۔(15)

جب کچھ لوگ محتاج اور ضرورت مند ہوں تو اس وقت اپنی ضرورت سے زائد مال دے دینے کی نبی اکرم ﷺ نے صرف ترغیب ہی نہیں دی بلکہ حکم فرمایا ہے۔

مسلم شریف میں حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ

ایک دفعہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ایک جگہ ایک آدمی اپنی سواری پر سوار آپ ﷺ کے پاس آیا اور (سوال بھری نگاہوں سے) دائیں بائیں دیکھنے لگا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کی اس احتیاجی کو دیکھا تو صحابہ کرامؓ سے فرمایا: جس آدمی کے پاس فاضل سواری ہو وہ سواری اس آدمی کو لوٹا دے جس کے پاس سواری نہیں اور جس کے پاس فاضل زادراہ ہے وہ اس بھائی کو دے دے جس کے پاس زادراہ نہیں۔راوی کہتا ہے کہ آپ نے مختلف قسم کے اموال کا ذکر اسی طرح کیا یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا ہم میں سے کسی کو بھی اپنے فاضل مال میں کوئی حق نہیں۔(16)

امام غزالیؒ کی الاسلام والمناہج الاشتراکیہ کے حوالے سے معروف محقق اور ماہر معاشیات ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی نے یہ روایت لکھی ہے:

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اے مہاجرین وانصار کی جماعت! تمہارے بعض بھائی ایسے ہیں جن کے پاس نہ کوئی مال ہے اور نہ ان کا کوئی قبیلہ ہے (کہ ان کی نگہداشت کرے) لہذا تمہیں چاہیے کہ ایک آدمی ان میں سے دو تین آدمیوں کو اپنے ساتھ (کھانے پینے اور کاروبار وغیرہ میں) شریک کرے۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے ساتھ دو یا تین آدمیوں کو ملا لیا حالانکہ میرے پاس بھی دوسرے لوگوں کی طرح صرف اونٹوں کا ایک گلہ تھا۔(17)

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیقؓ بیان کرتے ہیں کہ

اصحاب صفہ فقیر لوگ تھے ان کے کھانے پینے کا انتظام کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا۔ جس آدمی کے پاس دو آدمیوں کا کھانا موجود وہ وہ

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 31, 2026

(اصحاب صفہ میں سے ۹ تیسرے آدمی کو لے جائے اور جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ پانچویں یا چھٹے آدمی کو لے جائے۔(18)

یہی حضور اکرم ﷺ کی حسین تعلیمات تھیں جنھوں نے امراء واغنیاء کے دل میں غریب کی محبت، احساس ہمدردی خیر خواہی، غمگساری ایثار و قربانی اور اخوت کے جذبات پیدا کیے۔ ترمذی میں ہے:

یوثرون ذالحاجة ویحفظون الغریب۔(19)

وہ صحابہ حاجت مند کو اپنے اوپر ترجیح دیتے اور غریب (کے حقوق) کی حفاظت کرتے ہیں۔

دوسری طرف غریبوں کے دلوں میں اپنے امیر بھائیوں کے لیے نفرت وعداوت کی جگہ محبت، عزت و تکریم اور مرتبہ شناسی کے لطیف جذبات پیدا ہوئے اور یوں ایسا ماحول پیدا ہوا کہ امراء و غرباء کے درمیان نفرت کی ساری دیواریں ڈھے گئیں۔ امارت و غربت کے سارے فاصلے مٹ گئے۔ معاشی و معاشرتی تفاوت کی دوریاں ختم ہو گئیں۔ امیر و غریب کی بنیاد پر طبقاتی تفریق و تقسیم نسیا منسیا ہو گئی۔ دنیا کی خود ساختہ درجات اور مراتب کا خاتمہ ہو گیا۔ چھوٹے بڑے، امیر غریب، قریشی غیر قریشی، عربی عجمی، حبشی رومی، گورے کالے اور آقا و غلام کے امتیازات ختم ہو گئے اور سب بھائی بھائی، ایک دوسرے کے ہمدرد، خیر خواہ، بہی خواہ اور جاں نثار بن گئے۔ امراء اور غرباء میں تعاون و تکافل اور بھائی چارے کی ایسی پر سکون، پر لطف اور محبت بھری فضا پیدا ہو گئی کہ چشم فلک نے اس کا نظارہ نہ اس سے پہلے کیا تھا اور نہ آج تک کر سکی ہے۔

مولانا الطاف حسین حالی مرحوم نے اپنے مخصوص انداز میں مدینہ منورہ کے باہمی ہمدردی، باہمی خیر خواہی اور اخوت و مساوات پر مبنی معاشرے کا جو نقشہ کھینچا ہے۔ وہ بھی قابل سماعت ہے، فرماتے ہیں:

سب اسلام کے حکم بردار بندے
سب اسلامیوں کے مددگار بندے
خدا اور نبی کے وفادار بندے
یتیموں کے رانڈوں کے غمخوار بندے

الغرض ایثار وانفاق اور مواسات کی اسلامی تعلیمات اور موثر و منظم و مخلصانہ ترغیب کو کام میں لا کر اس وقت بھی غربت وافلاس کا مسئلہ بڑی حد تک حل کیا جاسکتا ہے۔

محترم سامعین! آپ کو یاد ہو گا سابق وزیر اعظم پاکستان محمد نواز شریف نے اقتدار سنبھالنے کے ابتدائی ایام میں جب قرض اتارو ملک سنوارو کی مہم شروع کی تھی تو

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

پاکستانی مرد وخواتین حتیٰ کہ بچوں کے اندر کا مسلمان کس طرح جاگ اٹھا تھا اور کس طرح انھوں نے قرون اولیٰ کی یادیں تازہ کر دی تھیں۔

اقبال ناامید نہیں ہے اپنی کشت ویراں سے

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

غربت وافلاس کے خاتمہ کے لیے قانونی دفعات

غربت وافلاس کے خاتمہ کے لیے شریعت محمدیہ ﷺ نے انسان کے طبعی بخل کے پیش نظر ایثار وانفاق کی صرف اخلاقی اور ترغیبی قسم کی ہدایات پر انحصار کر کے غرباء ومساکین کو دولتمندوں کے رحم وکرم پر نہیں چھوڑ دیا بلکہ اس نے اس کے لیے کچھ قانونی اور لازمی دفعات بھی رکھی ہیں۔ مثلاً قانون زکوٰۃ قانون نفقہ قانون میراث، کفارات، خراج، جزیہ وغیرہ جن کی تفصیلات اور جزئیات حدیث وفقہ کی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

نظام زکوٰۃ کا نفاذ

ان قانونی دفعات میں صرف زکوٰۃ ہی ایک ایسی ایمانی دفعہ اور بابرکت ذریعہ ہے کہ اگر آج بھی پوری دیانتداری سے وصول وتقسیم کی جائے تو معاشرے سے غربت و افلاس کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے۔ حدیث نبوی کی روسے اس کا بڑا مقصد ہی یہ ہے کہ ایک علاقے کے مالداروں سے لے کر فقراء ومساکین میں تقسیم کر دی جائے۔ (20) اس کے برعکس جو ٹیکس موجودہ دور کی نام نہاد جمہوری حکومتوں میں لگائے جاتے ہیں وہ زکوٰۃ کی عین ضد ہیں۔ یہ ٹیکس زیادہ تر متوسط طبقہ اور غرباء سے وصول کیے جاتے اور اغنیاء وامراء کی طرف لوٹا دیے جاتے ہیں۔ یہ دولت جو کسانوں کے گاڑھے پسینے کی کمائی اور مزدوروں کاریگروں تاجروں ملازمین اور صنعت پیشہ لوگوں سے مختلف ٹیکسوں کے نام پر وصول کی جاتی ہے۔ بڑی سخاوت بلکہ مال مفت دل بے رحم کے عین مصداق بڑی بیدردی اور بے رحمی کے ساتھ صدر مملکت، وزیراعظم وزراء ومشیران کرام، عوامی نمائندوں بیوروکریٹس اور افسران بالا کے اللوں تللوں فضول خرچیوں، نام نمود، پُرتکلیف سرکاری ضیافتوں، حکومتی و سیاسی پروپیگنڈا، پروٹوکول، شاہانہ طرز کے دفاتر اور فرنیچر وغیرہ پر خرچ کر دی جاتی ہے جبکہ اسلام میں زکوٰۃ کا مصرف کسی حکومت کی صوابدید پر نہیں بلکہ قرآن مجید میں ان مصارف کا تعین کر دیا گیا ہے جن سے باہر زکوٰۃ صرف نہیں ہو گی۔ ان مصارف پر ایک نظر ڈالنے سے یہی بات واضح ہو جاتی ہے کہ معاشی واقتصادی سطح پر زکوٰۃ کا ادارہ معاشرہ میں معاشی عدل وانصاف اور غربت وافلاس کو دور کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ عہد نبوی، عہد خلفاء راشدین اور بعد کے کئی ادوار میں اس ذریعہ کو استعمال میں لا کر اسلامی ریاست کے ہر فرد کو یہ باور کرایا گیا کہ وہ دنیا میں لاوارث نہیں۔ رسول مقبول ﷺ نے اعلان فرمایا تھا:

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
August 31, 2026

انا ولی من لا ولی له۔(21)

میں ہر اس شخص کا والی ہوں جس کا دنیا میں کوئی والی نہیں۔

ایک حدیث میں فرمایا:

جو آدمی بھی مال چھوڑ کر مرے گا اس کے وارث اس کے عصبہ ہوں گے خواہ جو بھی ہوں اور اگر وہ اپنے ذمہ دین چھوڑ کر مرا یا بچے چھوڑ کر مرا تو وہ دین اور یتیم بچے میرے ذمہ۔۔میں ان کا والی ہوں۔(22)

قانون نفقہ کا اجراء

زکوۃ کے بعد اہم قانونی دفعہ قانون نفقہ ہے۔تفصیلات کتب فقہ میں موجود کتاب النفقہ کے اندر دیکھی جاسکتی ہیں۔غربت وافلاس کے خاتمہ کے لیے یہ وہ منفرد قانون ہے جو صرف اسلام ہی کا حصہ ہے۔اسلام نے دولتمند رشتہ دار پر اپنے قریبی اور غریب و نادار رشتہ داروں کا نان نفقہ واجب قرار دے کر معاشی و معاشرتی تحفظ کی بنیاد رکھی ہے۔ڈاکٹر یوسف القرضاوی نے مشکلات الفقر وکیف والجہاالاسلام میں لکھا ہے:

فقہ اسلامی میں کتاب النفقات کے تحت رشتہ دار پر خرچ کرنے کے باب میں جو احکام دیئے گئے ہیں میرا خیال ہے کہ ایسے احکام نہ پرانی شریعتوں میں کہیں ملیں گے اور نہ آج کے جدید قوانین میں اس کا خیال تک پایا جاتا ہے۔(23)

پھر آگے چل کر انھوں نے اپنے ایک استاد محترم ڈاکٹر محمد موسی کی زبانی ان کا ایک چشم دید اور عجیب واقعہ لکھا ہے جو سننے کے لائق ہے،فرماتے ہیں:

شاید یہ بہتر ہو اگر میں یہاں ذکر کردوں کہ میں قیام فرانس کے دوران جس گھر میں کچھ عرصہ رہا ہوں ایک نوجوان لڑکی بحیثیت خادمہ کے رہا کرتی تھی جس کے چہرے سے خاندانی شرافت کے آثار نمایاں تھے۔میں نے گھر کی مالکہ سے پوچھا کہ یہ لڑکی کیوں خادمہ بنی ہوئی ہے؟ کیا اس کا کوئی قریبی رشتہ دار نہیں جو اس سے یہ کام چھڑوا دے اور اس کے لیے زندگی کی آسائشیں فراہم کردے؟اس نے جواب دیا کہ یہ لڑکی شہر کے ایک اچھے گھرانے سے تعلق رکھتی ہے اس کا ایک چچا ہے جو بڑا مالدار ہے۔مگر وہ اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا۔میں نے اس سے پوچھا کہ وہ اپنے معاملے کو عدالت میں کیوں نہیں لے جاتی کہ وہ اسے چچا سے نان نفقہ دلوائے؟ میری بات سے وہ صاحبہ حیران رہ گئیں اور انھوں نے مجھے بتایا کہ ہمارے ہاں ایسا کوئی قانون نہیں ہے جس کے تحت یہ لڑکی اپنے چچا سے ایسا کوئی مطالبہ کرسکے تب میں نے انہیں اس سلسلے میں اسلام کا حکم سمجھایا۔وہ کہنے لگیں کون ہے جو ہمارے لیے ایسا قانون بنائے؟اگر ہمارے یہاں یہ قانونی لحاظ سے جائز ہو تو کوئی لڑکی یا عورت ایسی نہ ملے جو کسی کمپنی،کارخانے یا فیکٹری یا حکومت کے کسی محکمے میں کام کرنے کے لیے گھر سے نکلے۔(24)

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

المختصر صاحب حیثیت آدمی پر اس کے غریب والدین، بیوی، چھوٹی اور نادار اولاد، ضرورت مند بہن بھائی اور دوسرے مستحق قریبی رشتہ داروں کا نان ونفقہ واجب ہے۔اس لیے حکومت جس طرح ہنگامی بنیادوں پر مردم شماری اور ووٹر لسٹیں بنانے کا اہتمام کرتی ہے اسی طرح حکومتی ذرائع کو کام میں لا کر ملک میں واقعی غرباء و مساکین اور ان کے قریبی صاحب ثروت رشتہ داروں کا سراغ لگایا جاسکتا ہے۔ یہ صاحب حیثیت و ثروت اگر رضا کارانہ اور صلہ رحمی کے طور پر اپنے غریب اور قریبی رشتہ داروں کی کفالت کی ذمہ داری قبول کرنے پر تیار نہ ہوں تو قانوناً انہیں ایسا کرنے پر مجبور کیا جائے۔ قانون نفقہ کے باقاعدہ نفاذ سے بھی غربت وافلاس پر کافی حد تک قابو پایا جاسکتا ہے۔

اسی طرح عشر صدقہ فطر و کفارات کی لازمی ادائیگی، خراج جزیہ، مال غنیمت ومال فے اور میراث کی تقسیم وغیرہ کے لازمی احکام کا بڑا مقصد یہی ہے کہ معاشرے سے غربت وافلاس کا خاتمہ ہو۔(25)

تعیشات کی بجائے سادگی کا فروغ

کسی ملک میں غربت وافلاس کا ایک بڑا سبب وہاں کے امراء بالخصوص اہل حکومت واقتدار کا تعیشات اللوں تللوں شاہ خرچیوں اور رنگ رلیوں میں پڑ جانا ہے۔اسلامی نقطہ نگاہ سے کوئی آدمی حتی کہ سربراہ مملکت بھی عام لوگوں کے مقابلے میں بود وباش کھانے پینے اور دوسرے انسانی حقوق میں کوئی امتیاز نہیں رکھتا ہے(26) VIP اور غیر VIP کی تقسیم غیر اسلامی ہے۔ نبی رحمت ﷺ سے بڑھ کر کون دنیا میں VIP ہو سکتا ہے اس کے باوجود اس شاہ دو عالم ﷺ کے دولت کدہ میں دو دو مہینے آگ نہیں جلتی تھی۔(27) آپ کے لیے کبھی کپڑوں کا کوئی جوڑا تہہ کر کے نہیں رکھا گیا(28) دس لاکھ مربع میل کے حکمران۔(29) کی رہائش جس ایوان صدر یا وزیر اعظم ہاؤس میں تھی اس کا طول و عرض آج بھی گنبد خضریٰ سے معلوم کیا جاسکتا ہے اور اس قدسی صفات سید العرب والعجم کی رہائش گاہ کے سامان زیست اور کل دنیا کی تفصیل اور چشم دید گواہی آج بھی پڑھی جاسکتی ہے۔(30)

ازواج مطہرات میں سے ہر ایک زوجہ محترمہ یا خاتون اول کا حجرہ کس قسم کے سنگ مرمر ساگوان کی لکڑی اور امپورٹڈ سامان سے بنایا گیا تھا۔اس کی تفصیل آج بھی معلوم کی جاسکتی ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ایاك والتنعم فان عبادا الله لیس بالمتنعمین۔ (31)

عیش کوشی سے بچو کیونکہ اللہ کے بندے عیش کوشی نہیں کرتے۔

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 31, 2026

عام افلاس کے زمانے میں ایک صحابی کے مکان پر بالا خانہ کو پسند نہ فرمایا۔(32) پیاری لخت جگر سیدہ فاطمۃالزہراؓ کے گھر میں دروازہ پر پردہ دیکھا تو گھر میں داخل ہونا پسند نہ فرمایا۔(33)ام المومنین سیدہ عائشہؓ کے حجرے میں لٹکے پردے کو پھاڑ دیا۔(34)(الف)

وطن عزیز میں عام غربت کا ایک بڑا باعث حکمرانوں، عوامی نمائندوں اور دولت مند لوگوں کی عیش کوشی اور تعیش پسند بھی ہے۔اسلام عیش کوشی اور تعیش پسندی کی بجائے تمام معاملات زندگی میں سادگی کو پسند کرتا ہے۔ جس کے دنیا میں نقد بے شمار مالی و معاشی فوائد ہیں۔ جبکہ تعیش پسندی ور عیش کوشی میں بے شمار معاشی و اخلاقی نقصانات کے باعث اس کو سخت ناپسند قرار دیا گیا ہے۔

وطن عزیز میں ہر سال حکومتی بجٹ کا ایک کثیر حصہ حکمرانوں وزراء اور مشیران کی فوج ظفر موج، ممبران پارلیمنٹ اور افسران بالا کے تعیشات اور غیر ضروری اخراجات کی نذر ہو جاتا ہے۔ جس کے لیے بجٹ خسارہ کو پورا کرنے کے لیے ہر سال قرضہ اٹھانا پڑتا ہے۔ایک رپورٹ کے مطابق صرف ایک صوبائی وزیر یا مشیر کی تنخواہ الاؤنسز، پٹرول، ٹیلیفون بل وغیرہ پر اٹھنے والے ماہانہ اخراجات ایک لاکھ روپے سے زیادہ بنتے ہیں۔ عوامی نمائندوں کے لیے ہر سال بجٹ میں جو مسرفانہ مراعات رکھی جاتی ہیں اس سے اندازہ نہیں ہوتا کہ یہ کسی غریب ملک کے نمائندے ہیں۔ سابق اور موجودہ صدر اور وزراء اعظم کو دی گئی مراعات کی تفصیل روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ 24 جنوری1996ء اور ہفت روزہ تکبیر کراچی مورخہ 27جون 1997ء میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔باقی تفصیلات کو چھوڑیے۔ ایوان صدر اور وزیر اعظم سیکرٹریٹ کی صرف دیکھ بھال مہمانوں کی تواضع اور دیگر ضروریات کی فراہمی کے لیے کروڑوں روپے رکھے جاتے ہیں جبکہ ملک کی اکثریت کے پاس سر چھپانے کے لیے جھونپڑی بھی نہیں۔دوسرے سرکاری دفاتر میں بھی ہر سال کروڑوں روپیہ صرف ان کی تزئین وآرائش پر خرچ ہو جاتا ہے۔

اس وقت کوئی ۴۴ کھرب روپے کا قرض سرپر ہے لیکن اس کے باوجود معروف دانشور صاحبزادہ خورشید احمد گیلانی کے بقول:

ہمارے حکمرانوں کا طرز معاشرت یہ پتہ دیتا ہے کہ یہ لوگ ایک ایسے ملک کے حکمران ہیں جس کے دریاؤں میں گدلا پانی نہیں شیریں اور شفاف دودھ بہتا ہے جس کے درختوں پر پتے نہیں روپے اگتے ہیں۔ جس کے موسم برسات میں سونے اور چاندی کی بارش ہوتی ہے اور جس میں آنے والے سیلاب دنیا جہان کی نعمتیں سمیٹ کر یہاں بکھیر دیتے ہیں۔اسسٹنٹ کمشنر ہو یا ڈپٹی کمشنر اور وزیر اعلیٰ ہو یا وزیر اعظم سب کا انداز معاشرت ملک کے افلاس اور عوام کی غربت کی ہلکی سی چغلی بھی نہیں کھاتا۔اے سی کو دیکھ کر قطعاً اندازہ نہیں ہوتا کہ وہ کسی دور افتادہ تحصیل کا حاکم ہے۔ڈی سی سے مل کر بالکل احساس نہیں ہوتا کہ وہ کسی مسائل زدہ ڈویژن کا انچارج ہے۔وزیر اعلیٰ کی شان وشوکت سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کسی غریب صوبے کا مقتدر ہے۔اور نہ وزیر اعظم کے قرینہ زیست سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ کسی مقروض

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 31, 2026

ملک کا چیف ایگزیکٹو ہے۔ نمائشی اقدامات کی بات نہیں ہو رہی جو سادگی کے حوالے سے یہاں اکثر و بیشتر کیے جاتے ہیں بلکہ اس مسلسل طرزِ عمل کی بات ہو رہی ہے جو برسوں سے ہمارے حکمران اختیار کیے ہوئے ہیں۔(روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ 25 دسمبر 1998ء)

اس غریب اور مقروض ملک کی ہر حکومت سادگی کے دعوؤں اور اعلان کے باوجود بالائی سرکاری سطح پر کتنی بے دردی سے اخراجات کرتی رہی ہے۔ اس کا اندازہ گزشتہ سال ملک کے قانون دان طبقہ وکلاء کی ایک درخواست سے ہوتا ہے جو انھوں نے لاہور ہائی کورٹ میں دائر کی تھی اور عدالت سے استدعا کی تھی کہ وہ ان شاہ خرچیوں پر پابندی عائد کرے اور جو ابھی تک سماعت کی منتظر ہے (روزنامہ جنگ لاہور مورخہ 10 مارچ 1998ء) اس درخواست میں مندرج حکومتی سطح پر شاہ خرچیاں اور عیاشیاں تو صرت مشتے از خروارے کے طور پر ہیں، ورنہ

درد کے قصے نہ پوچھ، ہیں یہ طولانی بہت
جملے جملے سے امڈ آئے گی حیرانی بہت

اور

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

عوامی سطح پر سرمایہ دار وڈیرے اور جاگیر دار اپنی اندھی دولت کے بل بوتے پر کیا گل چھرے اڑاتے ہیں اور کسی طرح غریب لوگوں کے زخموں پر نمک چھڑکتے ہیں اس کے اندازہ میری یا کسی دوسرے ادارے کی نہیں بلکہ اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ سے لگایا جا سکتا ہے۔ جو روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ 2 نومبر 1998ء میں شائع ہوئی۔ یہ رپورٹ پڑھیے اور غریب عوام کے ساتھ سنگین مذاق ملاحظہ فرمائیے:

پنجاب کے ۵ فیصد ملک، ٹوانے، لغاری، مخدوم اور کھوسے صوبے کی ۲۰ فیصد زمینوں پر قابض ہیں جبکہ سندھ کے ایک فیصد جام، جتوئی، سید اور پیر وہاں کے ۳۰ فیصد، سرحد کے ا فیصد باچے، خٹک، آفریدی، نواب، الائی اور میر ۱۲ فیصد رقبے پر حکمرانی کرتے ہیں جبکہ بلوچستان کے ۱۰۰ فیصد جاگیر دار مری، جمالی، مینگل وہاں کی ایک ایک انچ زمین پر قابض ہیں۔ مسکین پاکستان کے ۹۳ فیصد چھوٹے کسان صرف ۷۳ فیصد زمین کے مالک ہیں۔ اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق دو ارب روپے کے صرف زرعی قرضے ہڑپ کرنے والے ان جاگیر داروں نے کپاس کی فصل سے ۳۰ سے ۴۰ کروڑ روپے کمائے اور گندم، دالوں اور دیگر اجناس کے ذریعے ۱۰ سے ۴۰ کروڑ روپے کمائے اور کوئی ٹیکس بھی نہیں دیا۔ ہر خاندان اور ان کے نوجوان ہر سال کتا دوڑ، ریچھ کی لڑائی، شیر بازیوں اور دیگر عیاشیوں پر ہر سال ۴

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

ارب ۸۲ کروڑ ۷ ۲لاکھ روپے خرچ کرتے ہیں۔یہی خاندان ہر سال سامان تعیش اور گاڑیوں کی درآمد پر ایک ارب ۹۶ کروڑ روپے خرچ کرتے ہیں جبکہ ہر دن ملک کا تمباکو استعمال کرنے پر ایک کروڑ ۲۶ لاکھ روپے سالانہ خرچ کرتے ہیں۔رپورٹوں کے مطابق جاگیر دار خاندان زرعی زمین کے علاوہ پاکستان کے شہروں میں بھی ایک کھرب تین ارب اٹھائیس کروڑ روپے کی جائیدادوں کے مالک ہیں۔ان کے کتے تاز گوشت کھاتے ہیں لیکن ان کے ۱۵ لاکھ ملازمین گوشت کھانے کے لیے عید قربان کا انتظار کرتے ہیں۔رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ پنجاب کے ۸۰ فیصد کسانوں کے پاس پنجاب کی کل نہری اور بارانی زمین کا صرف ۷ فیصد ہے۔سندھ کے ہاریوں اور چھوٹے کسانوں کے پاس سندھ کی کل زمین کا ۱۲ فیصد سرحد کے ۲۷ فیصد کسانوں کے پاس وہاں کا ۸ فیصد رقبہ اور بلوچستان کے ۸۰ فیصد کسانوں اور مزدوروں کے پاس اپنی ملکیت کے لیے قبر کے برابر زمین بھی نہیں ہے۔رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پاکستانی معاشرے کا ہر ظلم، زیادتی، کرپشن،لوٹ کا پتہ اسی پانچ فیصد طبقہ کے گھروں،ڈیروں اور حویلیوں کی طرف جاتا ہے۔

لہذا اسلام کے قانون حجر کے تحت ضروری ہے کہ ان سرکاری اور عوامی سطح پر مال کے ضیاع اور اسراف و تبذیر کرنے والوں پر پابندی عائد کی جائے اور حکام بالا سے لے کر نیچے تک دفاتر میں سرکاری تقریبات میں خوردونوش میں رہن سہن میں غیر پیداواری اخراجات وغیرہ میں بعض دوسرے ممالک کی طرح سادگی کفایت شعاری اور خودانحصاری کو فروغ دیا جائے تزئینات یا تکلفات و فضولیات کا شوق قرضے لے کر پورا کرنے کی بجائے معاشی خوشحالی کے حصول تک صرف ضروریات پر اکتفا کیا جائے۔

معاشی واقتصادی ترقی کا حصول

آج کے دور کو معاشیات کا دور کہا جاتا ہے۔انسانی زندگی میں معاشیات کی حیثیت ہمیشہ مسلمہ رہی ہے۔اسلام جو ایک فطری مذہب ہے نے بھی اس کی اہمیت کو تسلیم کیا ہے۔اس نے مال کو انسانوں کے لیے مایہ زندگی قرار دیا اور فضول ضائع کرنے سے منع کیا ہے۔(35)فقہاءِ اسلام نے آیات قرآنی کے استدلال سے حفظ مال وعدم تضیع مال کے وجوب پر استدلال کیا ہے۔(36)

معاشی ترقی اور خودانحصاری ہی وہ چیز ہے جس کے باعث دیگر اقوام کو جو معاشی میدان میں ترقی یافتہ ہیں، کسی ملک کے اندرونی معاملات میں دخل انداز ہونے کا موقع نہیں مل سکتا۔پاکستان میں آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی کھلم کھلا مداخلت اور معاشی پالیسیوں میں دخل اندازی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔اس کی واحد وجہ ہماری احتیاجی ہے۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 31, 2026

دل کی آزادی شہنشاہی شکم سامان موت
فیصلہ تیرا تیرے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم

کسی ملک کی معاشی تعمیر اس ملک کی فوجی طاقت اور دفاعی قوت کی بنیاد اور اس کے سیاسی استحکام کی لازمی شرط ہے۔لہذا معاشی واقتصادی ترقی غربت کے خاتمہ اور خود کفالت کے لیے درج ذیل اقدامات کی ضرورت ہے۔

زرعی ترقی

کسی ملک کی خوشحالی کا راز اس کی زرعی ترقی میں پوشیدہ ہے کیونکہ روزمرہ کی غذائی ضروریات زراعت اور باغبانی ہی کی مرہون منت ہیں۔اس لیے ارشاد نبوی ہے:

اطلبوا الرزق فی خبایاالارض۔(37)

رزق کو زمین کی پہنائیوں میں تلاش کرو۔

حضور اکرم ﷺ نے بذات خود بھی مقام جرف میں کاشتکاری کر کے امت کو زراعت کی ترغیب دی(38)آپ ﷺ نے آلات زراعت کو گھروں میں بند رکھنے کو ذلت وبدحالی قرار دیا۔(39)کیونکہ گھروں میں آلات زراعت کو گھروں میں بند کرنے سے زراعت کا سلسلہ موقوف ہوگا اور قومی معیشت تباہ ہو جائے گی۔علاوہ ازیں قرآن مجید میں زراعت و باغبانی کے لیے متعدد ارشادات ملتے ہیں۔(40)

زرعی ترقی کے لیے درج ذیل اصلاحات مفید ہو سکتی ہیں:

1. موات(بنجر اور بیکار سرکاری زمینوں)کو آباد کرنے اور قابل کاشت بنانے کے لیے ایسے لوگوں کو مفت الاٹ کی جائیں جو انہیں آباد کریں۔اسلام بنجر زمینوں کو کسی فرد کی ملکیت بلکہ بعض فقہاء کے نزدیک تو حکومت کی ملکیت بھی تسلیم نہیں کرتا۔(41)بلکہ وہ اسے اس شخص کی ملکیت قرار دیتا ہے جو اسے آباد کرے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

   جو آدمی کسی مردہ(بنجر)زمین کو زندہ(آباد)کرے وہ اس کی ہے۔(42)

   حضور اکرم ﷺ نے خود بھی کئی صحابہ کو آباد کاری کے لیے زمینیں(جاگیریں)عنایت فرمائیں۔(43)
2. جن جاگیروں کو انگریز حکومت کے ساتھ وفاداری اور مسلمانوں کے ساتھ غداری کے صلے میں ہزاروں ایکڑ اراضی ملی تھیں وہ بحق سرکار ضبط کر کے بے زمین کاشتکاروں کو دی جائیں۔
3. جس زمیندار کے پاس کوئی زمین تین سال تک بے کار پڑی رہے یعنی وہ تین سال تک آباد نہ کرے تو وہ زمین اس سے واپس لے لی جائے کیونکہ ارشاد نبوی ہے:

اگر کوئی زمین تین سال تک خالی پڑی رہتی ہے تو اب محتجر(روک رکھنے والے)کا اس پر کوئی حق نہیں۔(44)

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 31, 2026

حضرت فاروق اعظمؓ نے حضرت بلالؓ جیسے عظیم المرتبت صحابی اور موذن رسول سے وہ زمین واپس لے لی تھی جو انہیں خود حضور اکرم ﷺ نے عطا کی تھی مگر دور فاروقی تک وہ اسے آباد نہیں کر سکے تھے۔(45)

یوں تمام غیر مزروعہ زمینیں آباد ہو سکتی ہیں اور جاگیر داری نظام کو بھی توڑا جا سکتا ہے۔

1. زراعت کے میدان میں بہتر نتائج کے لیے نظام آباشی کی اصلاح و ترقی کی طرف بھی خصوصی توجہ درکار ہے۔ زراعت اور انسانی زندگی میں پانی کی انتہائی اہمیت کے پیش نظر حضور اکرم ﷺ نے پانی کو سارے مسلمانوں کی مشترکہ ملکیت قرار دیا ہے(46) سمندروں، دریاؤں قدرتی چشموں حوضوں اور کنوؤں کے پانی پر کسی کی ملکیت نہیں۔(47) جن صورتوں میں پانی پر شخصی ملکیت کو جائز رکھا گیا ہے وہاں بھی زائد از ضرورت پانی کو روک رکھنے اور بیچنے سے نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔(48)
2. زرعی ترقی کے لیے کاشتکاروں کو ضروری اور مناسب سہولتیں فراہم کرنا بھی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ مثلاً زرعی مقاصد کے لیے قرضے آلات زراعت (ٹریکٹر وغیرہ) اور بیجوں کی فراہمی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے عہد حکومت میں آلات زراعت اور بیجوں کی فراہمی حکومت کی طرف سے کی گئی۔(49) زرعی اجناس کی فروخت کے لیے آڑھتیوں کا واسطہ ختم ہونا چاہیے۔

صنعت و حرفت

معاشی استحکام اور وسائل معیشت میں صنعت و حرفت کو کلیدی اہمیت حاصل ہے۔ قرآن مجید میں صنعت و حرفت جو عمرانی اور تہذیبی لحاظ سے نہایت قابل اعتماد اور مستحکم ذریعہ معیشت ہے، کو ذریعہ معاش بنانے کے اشارات ملتے ہیں(50) حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: اپنے ہاتھوں کی کمائی سے بہتر کوئی کھانا نہیں۔(51) آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اس مسلمان کو پسند کرتا ہے جو صنعت و حرفت کرتا اور کماتا ہے۔(52)

غذائی اجناس اور ضروری مصنوعات میں دوسرے ملکوں کی محتاجی کسی حالت میں بھی کسی ملک کے لیے خوش آئند امر نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء اسلام نے ہر ایسی چیز کی تعلیم اور اس کی تیاری (صنعت) کو فرض (فرض کفایہ) قرار دیا ہے۔ جو مسلمانوں کی دنیوی ضروریات اور مادی زندگی کے لیے لابدی ہے۔(53) موجودہ دور میں صنعتی ترقی اس لیے بھی ناگزیر ہے کہ آج کل دفاعی قوت کا دارومدار صنعتی ترقی پر ہے۔ اور جدید آلات حرب اور دفاعی سامان کی تیاری صنعتی ترقی ہی سے وابستہ ہے اور اسلام مسلمانوں کو دفاعی قوت و استحکام کے لیے ہر قسم کی تیاری کا حکم دیتا ہے۔(54) چونکہ یہ مقصد صنعتی ترقی فولاد ایٹمی توانائی اور بجلی کی طاقت جیسی بنیادی صنعتوں کو فروغ دیے بغیر حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے ان چیزوں (صنعتوں) کا اہتمام بھی لازم قرار پائے گا۔ کیونکہ فقہی قاعدہ ہے کہ کسی شرعی فریضہ کی

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

ادائیگی اگر کسی دوسرے کام پر موقوف ہو تو وہ کام بھی فرض ہو جاتا ہے (55) اس وقت اقتصادی و صنعتی پسماندگی کی ایک بڑی وجہ تکنیکی پسماندگی بھی ہے۔ ترقی یافتہ ممالک کی ترقی کا سبب صرف پیداوار کا اضافہ نہیں بلکہ ان کی ترقی کا اصل سبب یہ ہے کہ وہ جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کے بلاشرکت غیرے مالک ہیں۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ مسلم ممالک کے پاس اگرچہ کروڑوں ٹن پٹرول کے ذخائر موجود ہیں۔ مگر ان ذخائر کا معاشی و تکنیکی کنٹرول مغربی ممالک کے ہاتھ میں ہے۔

لہذا صنعتی یونٹ میں ترقی کے لیے سرمایہ داروں اور صنعت کاروں کو ہر ممکن سہولت اور تحفظ فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ سائنس اور ٹیکنالوجی کو فروغ دینا ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ملکی مصنوعات کے استعمال اور خریدار کے اعتماد کو بحال کرنے کے لیے مصنوعات کے معیار پر کڑی نظر رکھنا بھی لازمی ہے۔

تجارت میں فروغ

تجارت (تبادل منافع (56) تحصیل مال اور اقتصادی ترقی اور غربت کے خاتمہ کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ قرآن مجید میں متعدد آیات میں تجارت کی ترغیب دی گئی ہے (57) تجارت کے فروغ اور اس میں دلچسپی پیدا کرنے کے لیے نبی اکرم ﷺ نے اس کے بے شمار دنیوی فوائد اور برکات بنائی ہیں۔ حدیث کی کتابوں میں کتاب البیوع وغیرہ اس پر شاہد ہیں۔ خود بھی تجارت فرما کر اس پیشہ کو اعزاز بخشا۔ (58) اسلام میں تجارت سے مقصود محض نفع کمانا نہیں بلکہ انسانی ہمدردی باہمی تعاون اور خدمت خلق ہے۔ مادی منفعت ثانوی حیثیت رکھتی ہے۔ اس لیے نبی رحمت ﷺ نے تجارت میں ان تمام صورتوں کو ناجائز قرار دیا ہے جن میں لوگوں کا استحصال ہوتا اور ان کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی یا دھوکہ ہوتا ہو۔ تفصیل کے لیے صحاح ستہ اور مشکوٰۃ وغیرہ میں کتاب البیوع کو دیکھا جاسکتا ہے۔

المختصر معاشی ترقی و استحکام اور غربت کے خاتمہ کے لیے ضروری ہے کہ

1. اندرون اور بیرون ملک تجارت کے فروغ کے لیے کاروباری لوگوں کو تمام ممکنہ مراعات اور تحفظ فراہم کیا جائے اور ان پر نادر اٹیکس عائد کرنے سے گریز کیا جائے کیونکہ ٹیکس کی زد بھی بالآخر صارفین پر ہی پڑتی ہے۔
2. کاروباری معاملات کی نگرانی اور ہر قسم کی بدعنوانیوں اور استحصال کے خاتمہ کے لیے دیانتدار افراد پر مشتمل ایک ادارہ قائم کیا جائے جو ناپ تول میں کمی ملاوٹ ذخیرہ اندوزی اور ناجائز منافع خوری وغیرہ جیسی خرابیوں کا ازالہ کرے۔ مصنوعات کے مطلوبہ معیار اور ان کی تیاری کے طریقوں پر کڑی نگاہ رکھے اور بدعنوانی کے مرتکب افراد کا سختی سے محاسبہ کرے۔
3. ہر قسم کے معاہدوں سے پیدا ہونے والی اجارہ داریوں کو ممنوع قرار دیا جائے جن کے ذریعے بڑے صنعتکار تاجر باہم سمجھوتہ کرکے اشیاء کی من مانی قیمتیں مقرر کرتے ہیں اور عوام آزاد مقابلہ سے مستفید نہیں ہو پاتے۔ سامان تعیش اور شرعی نقطہ نظر سے ناجائز اور حرام اشیاء کی تیاری اور درآمد پر پابندی عائد کی جائے۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

دولت کی منصفانہ تقسیم

معاشی ترقی واستحکام اور غربت کے خاتمہ کے لیے لازمی ہے کہ ملک میں وسائل رزق و دولت کی منصفانہ تقسیم کا اہتمام کیا جائے۔ اسلامی نقطہ نظر سے مال و دولت خواہ کسی شکل میں ہو، اللہ کا پیدا کردہ اور دراصل اسی کی ملکیت ہے (59) انسان کے پاس جو کچھ مال و دولت، زمین گھر بار ہے اس میں اس کی حیثیت نائب اور خلیفہ کی ہے نہ کہ خود مختار مالک کی۔(60) شریعت کہتی ہے کہ دولت کو کسی خاص طبقہ یا چند ہاتھوں میں محدود اور سمٹ کر نہیں رہ جانا چاہیے۔(61) بلکہ یہ دولت ایسے افراد تک بھی پہنچنی چاہیے جو پیدائشِ دولت کے عمل میں اگرچہ براہ راست تو حصہ نہیں لیتے۔ مگر دولت کے اصل مالک رب کریم نے ان کے حقوق بھی دولت میں رکھے ہیں (62) ایسے افراد میں ماں باپ اولاد قریبی رشتہ دار یتیم محتاج فقراء و مساکین سائل مسافر اور مقروض وغیرہ شامل ہیں۔(63)

دولت کی منصفانہ تقسیم کے لیے شریعت مصطفی ﷺ نے ایک طرف تو ان تمام راستوں مثلاً سود، اجارہ داری، جوا، سحت استحصال، رشوت، غبن، دھوکہ، ملاوٹ، فراڈ وغیرہ کو مسدود کرنے کا حکم دیا ہے جن کے ذریعے دولت کا بہاؤ کسی فرد واحد یا معاشرے کے ایک مخصوص طبقہ کی طرف مڑ جائے جیسا کہ بد قسمتی سے وطن عزیز میں ہو رہا ہے۔ دوسری طرف زکوٰۃ صدقات نفقات کفارات وصیت وراثت وقف ھبہ وغیرہ جیسے واجبی اور نفلی احکام دیے ہیں جن کے ذریعے دولت مستحقین اور ضرورت مندوں تک پہنچتی رہتی ہے۔

دولت کی منصفانہ تقسیم کے لیے دو کام بنیادی اہمیت کی حیثیت رکھتے ہیں۔

1. ایک تو معاشی نظام سے سود کا خاتمہ۔ شرعی نقطہ نگاہ سے ہر طرح کا سود حرام اور اللہ و رسول سے جنگ تو ہے ہی (64) عقلی اعتبار سے بھی یہ ایسی قباحت ام الخبائث یا ایسا مردار ہے کہ جب تک اس کو نہیں نکالا جائے گا نظام معیشت کا کنواں پاک نہیں ہوگا۔ موجودہ اضطراری حالات میں ایک خاص وقت تک تو سودی نظام کی گنجائش ہو سکتی ہے مگر مستقلاً اس کی گنجائش نہیں ہو سکتی نہ شرعاً نہ قانوناً نہ اخلاقاً۔
2. دوسرا کام نظام زکوٰۃ کا موثر بھرپور اور دیانتدارانہ نفاذ ہے۔ لنگڑے لولے اور برائے نام نظام زکوٰۃ سے معاشی مسئلہ حل نہیں ہوگا پروردگار عالم نے مسلمانوں پر اس کو ایسے ہی فرض قرار نہیں دیا۔ یہ ملک کے اندر غربت، افلاس، تنگدستی اور معاشی بدحالی کا سب سے بڑا علاج (یا اپریشن) ہے ارشاد نبوی ہے:

یہ زکوٰۃ اغنیاء سے وصولی کی جائے گی پھر اسی علاقے کے فقراء پر خرچ کی جائے گی۔(65)

پاکستان میں پائے جانے والے حد درجہ معاشی تفاوت اور غربت کو ختم کرنے اور ضرورت مندوں کی کم از کم بنیادی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لیے موجودہ نظام زکوٰۃ میں اصلاح پھر دیانتدارانہ وصولی اور دیانتدارانہ تقسیم ضروری ہے باقی سارے اقدامات ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس لیے کہ

کسے نہ باشد در جہاں محتاج کس
نکتہ شرع مبیں ایں است و بس

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 31, 2026

نتائجِ بحث

1. اسلامی اصولِ معیشت میں غربت کے تدارک کا بنیادی تصور انسانی dignity، عدلِ اجتماعی اور وسائل کی منصفانہ تقسیم پر قائم ہے۔**
2. تحقیق سے واضح ہوا کہ عصر حاضر کی معاشی ناہمواریوں کی اصل وجہ وسائل کی کمی نہیں بلکہ ان کا غیر منصفانہ ارتکاز ہے، جسے اسلامی نظامِ توزیع مؤثر انداز میں حل کرتا ہے۔
3. زکوٰۃ، صدقات، وقف اور خمس جیسے مالیاتی ادارے جب شریعت کے مطابق فعال ہوں تو غربت کے فوری اور دیرپا دونوں درجوں کا خاتمہ ممکن ہو جاتا ہے۔ نتائج سے معلوم ہوا کہ ان اداروں کی غیر فعالی اور غلط ترجیحات نے مسلم معاشروں میں غربت کے مسئلے کو گہرا کیا ہے۔
4. نبوی تعلیمات میں معاشی استحکام کا نقطۂ آغاز محنت، کفایت شعاری، امانت و دیانت اور حلال کسبِ معاش ہے۔
5. تحقیق سے ثابت ہوا کہ ان اصولوں سے روگردانی نے معاشرتی بے حالی، کرپشن اور بے روزگاری کو جنم دیا، جس نے غربت کو بڑھایا۔
6. عصرِ حاضر کی غربت کا ایک بڑا سبب معاشی ناہمواری کے جدید ذرائع (بینکاری سود، استحصالی سرمایہ داری، غیر معیاری فلاحی نظام، بے ہنری) ہیں۔**
7. نتائج کے مطابق نبوی اصول — جیسے سود کی ممانعت، شفاف تجارت، مزدور کے حق کا فوری تعین اور قیمتوں میں مصنوعی اضافے سے ممانعت — سب اس استحصال کے خاتمے میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔
8. جدید دور میں غربت کے خاتمے کے لیے اسلامی فلاحی ریاست کا تصور ناگزیر ہے۔
9. تحقیق سے یہ حقیقت سامنے آئی کہ ریاست جب اپنی ذمہ داریاں (نفقہ، کفالت، تعلیم، صحت، روزگار کی فراہمی) پوری کرے تو معاشی کمزور طبقات خود کفیل بن جاتے ہیں۔
10. تعلیم و تربیت اور مہارتوں کی فراہمی غربت کے حقیقی خاتمے کا کلیدی عنصر ہے۔**
11. رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات میں ہنر، کاروبار اور عملی مہارتوں کی حوصلہ افزائی نے ثابت کیا کہ صرف امداد نہیں بلکہ productive capacity کی تعمیر غربت کو مستقل طور پر ختم کرتی ہے۔
12. سماجی ہمدردی، تعاون، اخوت، قرضِ حسنہ اور غیر سودی مالی معاونت غربت کے خاتمے کے قابلِ عمل اور ثابت شدہ نبوی اصول ہیں۔**
13. تحقیق سے واضح ہوا کہ یہ اصول جدید معاشروں میں بھی مکمل طور پر implementable ہیں اور عملی زندگی کے مختلف درجوں میں مؤثر کردار ادا کر سکتے ہیں۔
14. عصرِ حاضر کے معاشی بحرانوں کا حل مخلوط، لبرل یا سرمایہ دارانہ ماڈلز میں نہیں بلکہ اسلام کے عطا کردہ جامع اور متوازن معاشی ڈھانچے میں پوشیدہ ہے۔
15. نتائج سے یہ بھی سامنے آیا کہ اسلامی معیشت انفرادی اخلاقی تربیت اور اجتماعی فلاح دونوں کو یکجا کر کے ایسی جامع حکمتِ عملی فراہم کرتی ہے جو انسان اور معاشرے، دونوں کی ضرورت پوری کرتی ہے۔

OPEN ACCESS

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
August 31, 2026

حوالہ جات

(1) سورہ آل عمران:19۔

(2) سورہ البقرہ:78-208۔

(3) سورہ الشوری:13،سورہ النساء:163-165۔

(4) سورہ المائدہ:3۔

(5) سورہ المائدہ:66۔ سورہ الاعراف:96۔

(6) سورہ الملک:15۔

(7) بخاری،ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری(۱۹۹۹)،الجامع الصحیح،بیروت لبنان،دارالکتب العلمیہ،رقم:۲۰۷۳

(8) بخاری،ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری،الجامع الصحیح،رقم:۲۳۷۴

(9)سرخس، شمس الائمہ،ابو بکر محمد بن ابی سہل،(۱۹۹۰)المبسوط،القاہرہ،دارالحدیث،ج:۳۰،ص:۲۴۵

(10)ابن اثیر جزری،عزالدین ابوالحسن علی بن محمد،(۲۰۰۲)،اسدالغابہ،بیروت لبنان،دارالکتب العلمیہ،ج:۲،ص:۲۶۶۶

(11) سورہ النساء:۱۰۰

(12)خطیب تبریزی، محمد بن عبداللہ،(۱۹۹۹)،مشکوۃ،لاہور،مکتبہ رحمانیہ،(باب من لا تحل لہ المسئلہ)ص:۱۶۳

(13)سورۃ الزخرف:32۔

(14)خطیب تبریزی، محمد بن عبداللہ،مشکوۃ،ص:۴۲۲

(15)مسلم شریف،(بلاتاریخ)،(کتاب الزکوۃ،باب الحث علی الصدقۃ)،ج:1،ص:327،طبع کراچی۔

(16)مسلم،(بلاتاریخ)، صحیح مسلم،کتاب اللقطہ،جلد2،صفحہ 81،طبع قدیم کتب خانہ کراچی۔

(17)نجات اللہ صدیقی،د۔1968،اسلام کا نظریۂ ملکیت،اسلامک پبلیکیشنز،لاہور۔

(18)ابن حزم،بلاتاریخ،المحلّی،جلد3،صفحہ 454،مسئلہ 725،طبع مصر۔

(19)ترمذی،ا،بلاتاریخ،شمائل ترمذی،باب ماجاء فی تواضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

(20)بخاری،م،بلاتاریخ، صحیح بخاری،جلد1،صفحہ 187،طبع کراچی۔

(21) زغول،ا،بلاتاریخ،موسوعۃ اطراف الحدیث،تحت انام۔

(22)بخاری،م،بلاتاریخ، صحیح بخاری،کتاب فی الاستقراض،باب الصلوۃ علی من ترک دیناً۔کتاب النفقات باب قول النبی من ترک اوضیاعافالی۔

(23)یوسف القرضاوی،د،بلاتاریخ،مشکلات الفقر و کیف عالجھا الاسلام۔

(24)ایضاً۔

(25) تفصیل کے لیے ملاحظہ ہوں کتب فقہ وحدیث متعلقہ ابواب۔

(26)ابو عبید،بلاتاریخ،کتاب الاموال،اردو،،جلد1،صفحہ 437،طبع اسلام آباد۔

(27) بخاری،م،بلاتاریخ، صحیح بخاری،جلد2،صفحہ 956،طبع دہلی

(28)ابن کثیر،بلاتاریخ،سیرت نبویہ،جلد4،صفحہ 713،طبع قاہرہ۔

(29)حمیداللہ،د،بلاتاریخ،عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نظام حکمرانی،صفحہ 244،طبع کراچی۔

(30)ابن سعد،بلاتاریخ،طبقات الکبریٰ،جلد1،صفحہ 501،طبع بیروت۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

(31)مشکوۃ، بلاتاریخ، باب فضل الفقراء، صفحہ 449، طبع کراچی۔

(32)ابوداؤد، س، بلاتاریخ، سنن ابی داؤد، کتاب الادب، جلد 2، صفحہ 177، اصح المطابع کراچی۔

(33)ابوداؤد، س، بلاتاریخ، سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، جلد 2، صفحہ 572، طبع کراچی۔

(34)ابوداؤد، س، بلاتاریخ، سنن ابی داؤد، جلد 2، صفحہ 557۔

(35)القرآن، بلاتاریخ، سورۃ النسا، آیت 5۔

(36)جصاص، بلاتاریخ، احکام القرآن، تحت آیت۔

(37) ہیثمی، ا، بلاتاریخ، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، باب الکسب والتجارۃ والحث علی طلب الرزق۔

(38)سرخسی، بلاتاریخ، المبسوط، جلد 22، صفحہ 2۔

(39)بخاری، م، بلاتاریخ، صحیح بخاری، کتاب الزراعۃ۔

(40)القرآن، بلاتاریخ، سورۃ الکہف، آیات 33-32؛ سورۃ الواقعہ، آیات 64-63۔

(41)ابن تیمیہ، بلاتاریخ، مجموع فتاوی ابن تیمیہ، جلد 28، صفحہ 586۔

(42)بخاری، م، بلاتاریخ، صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 314، طبع کراچی۔

(43)یحییٰ بن آدم، بلاتاریخ، کتاب الخراج، صفحہ 93، طبع بیروت۔

(44)کاسانی، بلاتاریخ، بدائع الصنائع، جلد 6، صفحہ 194۔

(45)ابوداؤد، س، بلاتاریخ، سنن ابی داؤد، جلد 2، صفحہ 435، طبع کراچی۔

(46)ابوداؤد، س، بلاتاریخ، سنن ابی داؤد، جلد 2، صفحہ 492، طبع کراچی۔

(47)کاسانی، بلاتاریخ، بدائع الصنائع، کتاب الشرب،، جلد 6۔

(48)مسلم، بلاتاریخ، صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 18، طبع کراچی۔

(49)طحاوی، بلاتاریخ، شرح معانی الآثار، جلد 2، صفحہ 261، طبع دہلی۔

(50)القرآن، بلاتاریخ، سورۃ الحدید آیت 25؛ سورۃ الاعراف آیت 32؛ سورۃ النحل آیت 44؛ سورۃ سبا آیات 11-10۔

(51)مشکوۃ، بلاتاریخ،، صفحہ 241، طبع کراچی۔

(52)غزالی، بلاتاریخ، احیاء علوم الدین، باب فضل الکسب، جلد 2، صفحہ 23۔

(53)شاہ ولی اللہ، بلاتاریخ، حجۃ اللہ البالغہ، ابواب طلب الرزق،، جلد 2۔

(54)القرآن، بلاتاریخ، سورۃ الانفال، آیت 61۔

(55)آمدی، بلاتاریخ، الاحکام فی اصول الاحکام، جلد 1، صفحہ 158۔

(56)مجلۃ الاقتصاد الاسلامی، 1415ھ، عدد 47، صفحہ 6۔

(57)القرآن، بلاتاریخ، سورۃ الجمعہ، آیت 15۔

(58)ابوالفداء، ا، بلاتاریخ، السیرۃ الحلبیہ، جلد 1، صفحات 123-121، طبع بیروت۔

(59)القرآن، بلاتاریخ، سورۃ البقرۃ، آیت 284۔\

(60)القرآن، بلاتاریخ، سورۃ الحدید، آیت 7۔

(61)القرآن، بلاتاریخ، سورۃ الحشر، آیت 7۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 31, 2026

(62)القرآن، بلاتاریخ، سورۃ الزاریات، آیت 19۔

(63)القرآن، بلاتاریخ، سورۃ البقرۃ، آیات 83، 177، 215۔

(64)القرآن، بلاتاریخ، سورۃ البقرۃ، آیت 279۔

(65)بخاری، م، بلاتاریخ، صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ، جلد 1، صفحہ 203، طبع دہلی۔

CC BY